Al-Azhār

Volume 7, Issue 1 (Jan-June, 2021)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/49

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/49

Article DOI: https://doi.org/ 10.46896/alazhr.v7i01.45

Title A brief Study of the Methodology of Abdul Qāhir Jurjānī in his Tafsīr "Durj ul Durar"

Author (s): Dr. Muhammad Anwar and Dr. Naseem Akhtar

Received on: 29 June, 2020

Accepted on: 29 May, 2021

Published on: 25 June, 2021

Citation: Dr. Muhammad Anwar and Dr. Naseem Akhtar, "Construction A brief Study of the Methodology of Abdul Qāhir Jurjānī in his Tafsīr "Durj ul Durar"," Al-Azhār: 7 no, 1 (2021): 66-77

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

تفسیر "درج الدرر" میں امام عبد القاہر جرجانی کا منہج: ایک تحقیقی جائزہ

A brief Study of the Methodology of Abdul Qāhir Jurjānī in his Tafsīr "Durj ul Durar"

*ڈاکٹر محمد انور
**ڈاکٹر نسیم اختر

Abstract:

Abdul Qāhir Jurjānī is a well-known scholar in the field of Arabic literature and Rhetoric. He contributed in this field so greatly that he is known as the Imām of rhetoric. He is also a good interpreter of The Holy Qur'an, in 11th century he wrote a Tafsīr (commentary) of the Holy Qur'an known as "Durj ul Durar" one of his famous books.

In this article a brief introduction is produced to Abdul Qāhir Jurjānī and his book "Durj ul Durar" and the methodology of Abdul Qāhir Jurjānī in his Tafsīr is prescribed, and also analyzed the principles adopted by him.

This study will contribute in the field of Islamic research and will help the scholars and students of Tafsīr and Quranic sciences.

Key Words: Abdul Qāhir Jurjānī, Durj ul Durar, Interpretation, Methodology.

* لیکچرر، شیخ زید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی
** اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بینظیر وومن یونیورسٹی پشاور

مقدمہ

مسلمانوں نے روز اول سے قرآن کریم کی اہمیت اور اسکی عظمت کو سمجھا ہے کیونکہ مسلمان سمجھتا ہے کہ اس کتاب میں ان کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کے رہنما اصول موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ عہد زیرین سے لیکر آج تک ہر دور کے علماء اور مفسرین نے اپنے ذوق اور زمانہ کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کے معانی اور مطالب کی وضاحت کے لیے تفاسیر لکھی ہیں، ہر دور میں ہر مصنف کا اپنا ایک خاص منہج ہوتا ہے جسے معلوم کیے بغیر اس کی تصنیف کو سمجھنا اور اس سے کماحقہ استفادہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے ہر کتاب کو سمجھنے کے لیے اس کے مؤلفؒ کا منہج معلوم کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

"درج الدرر" امام عبد القاہر جرجانیؒ متوفی ۴۷۱ھ کی تفسیر ہے، اس مقالہ میں امام جرجانی صاحبؒ کا تفسیری منہج اور انکے اختیار کردہ اصول تحقیقی انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ ایک مشہور عالم اور ایک اہم تفسیر کے منہج کی تحقیق ہے، جس میں مصنفؒ نے انتہائی اہم تفسیری موضوعات؛ جیسے معانی کلمات اور اسکے مشتقات، وضاحت کے لیے شعر جاہلی سے استدلال، اسباب نزول، آیت کے بارے میں مفسرین کے اقوال اور انکا تجزیہ، اور آیت کی بلاغت پر بحث کی ہے۔

اسکے علاوہ امام جرجانی صاحبؒ کا تفسیر میں اپنا ایک منفرد انداز بیان جس کو سمجھنا اور منظر عام پر لانا انتہائی ضروری ہے۔ اور اردو زبان میں اس موضوع پر تحقیق کا عدم وجود اس تحقیق کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتا ہے۔

اس موضوع پر لکھنے کا شوق اس لیے پیدا ہوا کہ:

- قرآن کریم کی کسی بھی پہلو سے خدمت کرنا میری آرزو ہے۔
- علم تفسیر کی اہمیت اور یہ کہ قرآنی آیات کے معانی میں تدبر کرنا حکم الٰہی اور فلاح فی الدارین کا سبب ہے۔
- مفسرین کی مناہج کے بارے میں پڑھنا اور تحقیق کرنا بہت سارے فوائد کا حامل ہے۔
- "درج الدرر" ایک اہم تفسیر ہے اسکے منہج پر اردو میں کام نہیں ہوا ہے اسکا منہج اردو میں بیان کرنا ضروری ہے۔

اس مقالہ میں درج الدرر میں امام جرجانی صاحبؒ کا تفسیری منہج اور انکے اختیار کردہ اصول تحقیقی انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی سعی کی گئی ہے:

- ✓ علمی میدان میں تفسیر "درج الدرر" کی اہمیت کیا ہے؟

✓ تفسیر "درج الدرر" میں امام جرجانیؒ کا تفسیری منہج کیا ہے؟

✓ کیا امام جرجانیؒ نے مفسرین کی وضع کردہ اصول تفسیر کی پابندی کی ہے؟

اس تحقیق میں تجزیاتی مطالعہ کا منہج اختیار کیا گیا ہے، جس میں مذکورہ تفسیر اوراس میں مؤلفؒ کا منہج اور تفسیری موضوعات کا مسلمہ اصول تفسیر کے مطابق تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے، اور وضاحت کے لیے مثالیں پیش کی گئی ہیں اور ضرورت کے مطابق تنقید بھی کی گئی ہے۔

امام عبد القاہر جرجانیؒ کا مختصر تعارف:

امام صاحب کا پورا نام ابو بکر عبد القاہر بن عبد الرحمن جرجانیؒ ہے، وہ علمی میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے، آپ نے علم، ادب، عمل، نحو، بلاغت، اور تفسیری خدمات سے شہرت پائی۔ عربی ادب میں آپ کو امام کا درجہ حاصل ہے۔

آپ نے کبار علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا، جس میں سب سے زیادہ مشہور ابو الحسن محمد بن الحسین الفارسیؒ ہے، جس کے بارے میں علماء فرماتے ہیں کہ انکے علاوہ کسی قابل ذکر شخصیت سے آپ کا کسب فیض ثابت نہیں ہے۔ الصفدی، ان کے بارے میں لکھتا ہے: "وليس له أستاذ سواه". [1]

آپ کے شاگرد بے شمار ہیں، علمی میدان میں آپ کی شہرت کی وجہ سے ہر طرف سے طالبان علم جوق در جوق آپ کے مجلس میں حاضر ہو کر کسب فیض کرتے رہے، جن میں سے کثیر تعداد نے علم و ادب میں دنیا میں شہرت حاصل کی، لیکن ان سب کا ذکر یہاں پر ممکن نہیں ہے۔

امام عبد القاہرؒ نے نہ صرف درس و تدریس کے میدان میں اپنے زمانہ کے تشنہگان علم کا پیاس بجھانے کی کوشش کی بلکہ آپ نے آنے والے نسلوں کے لیے گران قدر تصنیفات بھی چھوڑیں، جن میں سے مشہور: "اسرار البلاغہ"، "اعجاز القرآن"، "الایجاز"، "دلائل الاعجاز" تفسیر سورۃ الفاتحہ اور تفسیر "درج الدرر" ہیں۔ آپ نے ۴۷۱ھ کو وفات پائی۔[2]

تفسیر "درج الدرر" کا تعارف:

یہ تفسیر "درج الدرر" کے نام سے مشہور ہے، لیکن اس کا پورا نام مخطوطات پر "تفسیر القرآن العظیم المسمی بدرج الدرر" ذکر ہے،[3] اور ھدیۃ العارفین میں "درج الدرر في تفسير الآي والسور" [4]، اور کشف الظنون میں "درج الدرر فی التفسیر" کے نام سے مذکور ہے۔[5] ویسے تو درج الدرر" کا ادبی تفاسیر میں اپنا ایک مقام ہے، جو کہ مختلف علوم و فنون کا مجموعہ اور نحو و بلاغہ کا بہترین شاہ کار ہے۔ چونکہ امام جرجانیؒ نحو اور بلاغت کا امام ہے اس

لیے تفسیر پر ادبی جانب غالب ہے۔ اس تفسیر کو امام صاحب ؒ کی دیگر تصنیفات کی طرح شہرت حاصل نہیں ہوئی، کیونکہ یہ تفسیر ہزار سال تک مخطوطہ کی شکل میں لائبریری کا زینت رہا، لیکن کسی کو اسکی طباعت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، یہاں تک کہ جامعہ الجنان لبنان کے دو طلباء [6] نے اس پر کام کیا اور ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸م میں برطانیہ، مانچسٹر کے امام بخاری اسلامک سنٹر سے چار جلدوں میں طباعت کے بعد پبلش ہوا۔ اس کے علاوہ دار الفکر- عمان نے بھی طلعت فرحات اور محمد ادیب شکور کی تحقیق سے ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹م میں شائع کیا۔

اسکے علاوہ کتب تراجم میں امام عبد القاہر جرجانی ؒ کا ترجمہ پڑھیں، اکثریت نے امام صاحب ؒ کی دیگر تصنیفات ذکر کی ہیں، تفسیر سورۃ الفاتحہ بھی ذکر کیا ہے جو کہ امام صاحب کا ایک جلد میں مستقل کتاب ہے لیکن "درج الدرر" کا ذکر نہیں ملتا۔ اِلا ماشاء اللہ [7]

تفسیر "درج الدرر" کی اہمیت:

قرآن کریم ایک معجزہ ہے، اس لحاظ سے بھی کہ اس میں فصاحت اور بلاغت کی انتہاء ہے، اور چونکہ بلاغت اور علم البیان عربی ادب کا بہت مشکل پہلو ہیں، تو اس کو وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو اس میں ماہر ہو۔ امام عبد القاہر جرجانی ؒ چونکہ علم المعانی اور بلاغت کا بانی سمجھا جاتا ہے اور وہ اس تفسیر میں قرآن کی فصاحت، بلاغت اور نحوی ترکیب بہترین انداز میں بیان کرتا ہے۔ اسلیے اس تفسیر کو ادبی تفاسیر میں بہت اہمیت حاصل ہے۔

درج الدرر" کا شمار ممتاز عربی ادبی تفاسیر میں ہوتا ہے، یہ مختلف اسلامی علوم وفنون جیسے علوم القرآن، فقہ، علم کلام، عربی ادب، اور تاریخ کا مجموعہ ہے۔ اس تفسیر میں دیگر تفسیری موضوعات کے ساتھ ساتھ نحو اور بلاغت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

اس تفسیر کی طباعت سے مکتبہ اسلامیہ میں ایک اچھی اور مفید تفسیر کا اضافہ ہوا ہے۔

تفسیر "درج الدرر" کی خصوصیات:

اس تفسیر کی بہت سی خصوصیات ہیں، لیکن یہاں پر تفصیلا ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے، چند نمایاں خصوصیات یہاں پر مختصر ذکر کرتا ہوں، دیگر تفصیل مع امثلہ منہج میں آئے گا:

1 - اعتدال: اس تفسیر میں اعتدال کو ملحوظ رکھا گیا ہے، نہ تو بخل سے کام لیا گیا ہے، اور نہ زیادہ طوالت ہے، بلکہ غیر ضروری مباحث اور اختلافی مسائل سے اجتناب کیا گیا ہے۔

2 - بہترین اسلوب: اس تفسیر کا اسلوب نرالہ ہے، اس میں علوم القرآن اور تفسیری موضوعات کو تسلسل

کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تفسیر بالماثور کے اصول کو صرف آیت کے معانی کی وضاحت کے لیے استعمال نہیں کیا بلکہ صرفی، نحوی اور لغوی مباحث میں بھی بروئے کار لایا ہے۔

3 - روایت اور درایت کا مجموعہ: "درج الدرر" میں تفسیر بالماثور، تفسیر بالرائے، قراءات، لغات، فقہ، اور کلام کو جمع کرکے علوم القرآن کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔

4 - اصول تفسیر کا التزام: اس تفسیر میں تمام اصول تفسیر کا پابندی کے ساتھ التزام کیا گیا ہے۔ تفسیر بالماثور کے اصول کو بروئے کار لاکر جگہ جگہ پر آیت کی تفسیر میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، اقوال صحابہ و تابعین ذکر کئے گئے ہیں۔

5 - نحوی اور صرفی مباحث: اس تفسیر میں نحوی اور صرفی مباحث پر تفصیلی بحث ہوئی ہے، اور یہ جانت دوسرے موضوعات پر غالب ہے۔

6 - نقد: اس تفسیر میں ائمہ کے اقوال کی مجرد نقل پر اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ ضرورت کے وقت ترجیح، تفضیل، تنقید اور مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کی ہے۔

7 - اندھی تقلید سے اجتناب: اس تفسیر کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی ایک امام یا مذہب کی اندھی تقلید نہیں کی گئی ہے، بلکہ کبھی ایک امام کے قول کو پسند کیا ہے تو کبھی دوسرے کا، لیکن اختلافی مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے۔

تفسیر "درج الدرر" پر اعتراضات:

کامل ذات صرف اللہ کی ہے، انسان جتنا بھی کمال کو پہنچ جائے اس کے کام میں کوئی نہ کوئی نقص اور بہتری کی گنجائش باقی رہتا ہے۔ یہ اعتراضات اگرچہ اس تفسیر کی اہمیت اور افادیت میں کوئی کمی نہیں لا سکتا لیکن انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ خامی دونوں ذکر کیا جائے

1. فقدان مقدمہ: کتاب کی شروع میں کوئی مقدمہ موجود نہیں ہے، جس کی وجہ سے مؤلف ؒ کا منہج معلوم کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

2. ضعیف حدیث سے استدلال: جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۳۰ : (إلاّ مَن سَفِهَ نَفسَهُ) کا تفسیر حدیث موضوع "من عرف نفسه فقد عرف ربه" سے کیا ہے۔[8]

3. نقل میں تساہل: حدیث اور مفسریں کے اقوال سے استدلال کرتے وقت تساہل سے کام لیتا ہے، حدیث کی متن پر اکتفا کرتا ہے، سند ذکر نہیں کرتا، اس کے علاوہ حدیث کی تخریج بھی نہیں کرتا یعنی نہ مصادر ذکر کرتا

ہے اور نہ حدیث کا درجہ بتاتا ہے، کہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔

اسی طرح علماء کے اقوال ذکر کرتے وقت ان مصادر کا ذکر نہیں کرتا جن سے وہ نقل کرتا ہے، بلکہ صرف مؤلفؒ کے نام پر اکتفا کرتا ہے، جس کی وجہ اصل مصدر تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

4. اسرائیلیات کا برمار: تفسیر میں بنی اسرائیل کی روایات کثرت سے نقل کئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے قاری کو بعض دفعہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ تفسیر نہیں قصص کی کوئی کتاب پڑھ رہا ہے۔

5. تفرد: بعض الفاظ کا ترجمہ مفسرین کے خلاف منفرد الفاظ سے کرتا ہے، مثلا سورۃ الفاتحہ کی آیت **"مَالِكِ يَوْمِ الدِّين"** میں مالک کا ترجمہ قاضی سے کرتا ہے۔[9]

تفسیر کا منہج:

مؤلفؒ نے نہ تو کتاب کا مقدمہ لکھا ہے، اور نہ اپنے منہج کے بارے میں کسی اور جگہ بتایا ہے، لیکن کتاب کے مطالعہ سے ان کے تفسیری منہج کے بنیادی اصول قار ی پر آشکارہ ہو جاتے ہیں۔ اس منہج کا چیدہ چیدہ اصول یہ ہیں:

1. سب سے پہلے سورۃ کے بارے میں معلومات جیسے سورۃ کا نام، مکی یا مدنی، سورۃ میں آیتوں کی کل تعداد اور سبب نزول- اگر ہو- ذکر کرتا ہے، پھر عموما آیت کا کچھ حصہ- جس کا تفسیر مطلوب ہو- لیتا ہے، مشکل الفاظ کے معنی، اور مشتقات بتاتا ہے، اور قرآنی آیت، حدیث نبوی اور اشعار سے استدلال کرتا ہے، مفسرین کے اقوال ذکر کرتا ہے، صرفی اور نحوی توجیھات ذکر کرتا ہے، اور آیات الاحکام میں فقہی احکام کا استنباط کرتا ہے۔

اس تفسیر کا منہج عام مفسرین سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے، لیکن اس کی خصوصیت جو کہ پہلے گزر چکا کہ مؤلفؒ اعتدال اور اختصار سے کام لیتا ہے، اسلئے دیکھا جا سکتا ہے کہ آیت کو مکمل ذکر نہیں کرتا بلکہ صرف وہ الفاظ جن کا تفسیر مطلوب ہو ذکر کرتا ہے اسی طرح مشکل لفظوں کا تفسیر انتہائی مختصر لفظوں میں کرتا ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت تفصیل بھی بیان کرتا ہے مثال کے طور پر سورۃ ال عمران کی آیت ۳ : **(وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ)** میں تورات اور انجیل کی تفسیر میں طویل بحث کیا ہے[10]۔

2. تفسیر بالماثور کا التزام: مؤلفؒ نے تفسیر بالماثور کے اصول کو اختیار کیا ہے، جسکے تحت وہ آیت کی تفسیر قرآنی آیت، حدیث نبوی، اور اقوال صحابہ و تابعین سے کرتا ہے، اسی طرح مفسرین کی اقوال بھی ذکر کرتا ہے، لیکن مجرد نقل پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ ان کا تجزیہ اور ضرورت کے وقت تنقید بھی کرتا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن کی مثال: سورۃ الفاتحہ کی آیت: (رَبِّ العَالَمِيْن) کی تفسیر میں فرماتا ہے: "الرَّبُّ: السيّد والمولى"، پھر تائید میں سورہ یوسف کی دو آیتیں پیش کرتا ہے، "أُذكُرني عِندَ رَبِّكَ" (یوسف: 42) اور "اِرجِع إلى رَبِّكَ" (یوسف:50) [11].

آیت کی تفسیر حدیث سے بھی کرتا ہے، اوراس میں صحاح ستہ پر اعتماد کرتا ہے، اکثر و بیشتر صحیح حدیث سے استدلال کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن کبھی کبھار ضعیف اور موضوع حدیث بھی ذکر کرتا ہے۔[12] اس کے علاوہ حدیث کی متن پر اکتفاء کرتا ہے سند ذکر نہیں کرتا اور نہ حدیث پر حکم لگاتا ہے۔

تفسیر القرآن بالحدیث النبوی کی مثال: سورۃ الفاتحہ کی آیت: (رَبِّ العَالَمِيْن) میں (ربّ) کی تفسیریوں کرتے ہے: "وربما يراد به المالك، قال النبي ρ: "أ ربّ إبل أنت أم غنم؟ فقال: من كل آتاني الله فأكثر وأطيب".[13]

اسی طرح اقوال صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کے اقوال سے بھی استدلال کرتا ہے، مثال کے طور پر حروف مقطعات "الم" کی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرماتا ہے: "الألف: الله، و اللام: جبريل، و الميم: محمد" [14]۔اور سورۃ بقرہ کی آیت: (ذَلِكَ الْكِتَابُ) کی تفسیر میں لکھتا ہے:" أي القرآن: عن ابن عباس ومجاهد وعكرمة والسدي وابن جريج". [15] اور اسی طرح آیت ۳۵ : (وَلاَ تَقرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ) کی تفسیر میں الشجرۃ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتا ہے:"وهي شجرة السنبلة عند ابن عباس وأبي مالك وعطية ووهب وقتادة وشجرة العنب عن ابن مسعود والسدي وجعدة بن هبيرة وأحدى الروايات عن ابن عباس، وشجرة العلم عن الكلبي ويعني علم الخير والشر". [16]

مؤلفؒ نہ صرف مفسرین کے اقوال ذکر کرتا ہے بلکہ ضرورت کے وقت تنقید بھی کرتا ہے۔ مثلا سورۃ البقرہ کی آیت ۱۳۰ : (إِلاَّ مَن سَفِهَ نَفسَهُ) کی تفسیر پریوں تنقید کیا ہے:"وقول أبي عبيده وأبي عبيد: إن معنى قوله" (سفه نفسه): أهلكها وأوبقها، لا معنى له إلا أن يحمل قولهم: سفه الشراب، على معنى استهلك". [17]

3. لغت کے مباحث:

آیت کی تفسیر میں لغوی معانی کی وضاحت تفصیل کے ساتھ کرتا ہے۔ مشکل الفاظ کی معانی اور مشتقات اہتمام کے ساتھ ذکر کرتا ہے، اور لفظ کا آیت میں مطلوب معنی بتا کر لفظ کا اصل بھی بیان کرتا ہے، مثال کے طور پر

سورۃ البقرہ کی آیت: ۷۸ (وَمِنهُم أُمِيُّونَ) میں امی کا معنی یوں بیان کرتا ہے، "الأمي: الذي لا يعرف الكتابة، وهو منسوب إلى الأم، والأم هو الأصل، قال الله تعالى: وعنده أم الكتاب وإنما نسب إلى الأصل لأنه باق على أصل الفطرة"[18]۔

اسی طرح سورۃ البقرہ کی آیت ۷۶ (لِيُحَاجُّوكُم) کی تفسیر بیان کرتا ہے، تو محاجة، حجة اورحج کی وضاحت کرتا ہے اور ان کے درمیان فرق واضح کرتا ہے فرماتا ہے: "والمحاجة هي المخاصمة بالحجة. والحجة: معنى تثبت به الدعوى، وتقام مقام البينة، والحج هو الغلبة بالحجة".[19]

اور کبھی کبھار مشکل الفاظ کا تفسیر اسکے ضد کے ساتھ کرتا ہے، مثلا، سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۷ : (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ) کی تفسیر میں لفظ "الخبيث" کی تفسیر کرتے ہے: " الخبيث ضد الطيب، ،والمراد به الحرام".[20]

4. بلاغہ کے مباحث:

آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اس کی فصاحت اور بلاغت کے مباحث پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتا ہے، مثال کے طور پر سورۃ البقرہ کی آیت ۴۵: (وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ) کی تفسیر میں کنایہ اور مجاز پر تفصیلی گفتگو کی ہے[21]، اسی طرح آیت ۴۷: (يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ ....) کی تفسیر میں آیت کی بلاغت پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: "ومن البلاغة عند العرب العدول عن الاطناب إلى الإيجاز، وعن الايجاز إلى الإطناب، وعن التجنيس إلى الإطباق، وعن الإطباق إلى التجنيس، وعن التصريح إلى التعريض، وعن التعريض إلى التصريح، وترك لزوم الفن الواحد من هذه الفنون. والله تعالى أنزل القرآن على نظم هو غاية الفصاحة عندهم على ما تعارفوه واعتادوه، بلسان عربي مبين".[22]

استعارہ کی مثال: سورۃ ھود کی آیت ۸۷: (إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ) کی تفسیر میں الحلیم الرشید کا معنی ذکر کرتا ہے: "السفيه الجاهل، كقوله (ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ) سورة الدخان: 49".[23]

اور سورۃ طہ کی آیت ۶۱ : (قَالَ لَهُمْ مُوسَى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَى) کی تفسیر میں فرماتے ہے: "ونظم الآية على طريقة مستحسنة غاية للبلاغة وآية للفصاحة، وهي ردّ آخر الكلام على أوله، وإنما قال لقديم الدعوة والإنذار مرّة بعد أخرى"[24]

مجاز کی مثال: سورۃ یوسف کی آیت ۴۸: (ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ) کی تفسیر میں لکھا ہے: **"أسند الأكل إلى السنين على طريق المجاز، كقولك: ليل نائم، وسيوف قائمة"**[25]

5. نحو اور صرف کے مباحث:

اسی طرح نحو کے قواعد اور صرف کے مباحث کو اہتمام کے ساتھ ذکر کرتا ہے، جیسا کہ نحو کی افعال مدح وذم کا بیان سورۃ البقرہ کی آیت ۹۰: **(بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ)** کی تفسیر میں کچھ اس طرح کرتا ہے: **(بئس) و(نعم) فعلان ماضيان مثل: لعب وشهد فمنعا الصرف، وكل واحد منهما يقتضي اسمين غالبا، ويكون الأول عاما لعموم المدح والذم والثاني خاصا لأن المقصود مخصوص، صم الإسم الأول إما اسم جنس فيرتفع بالفعل، وإما نكرة فينتصب على التفسير، والاسم الثاني مرفوع أبداً؛ لأنه خبر مبتدأ محذوف، والاسم الأول ههنا: (بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُم) والثاني (أَن يَكفُرُوا).**[26]

اور صرفی مباحث جیسے کلمات کی مبانی اور اوزان بھی ذکر کرتے ہے، مثلا: سورۃ النساء کی آیت۶۹: **(والصِّدِّيقِينَ)** میں لفظ "صدیق" کا وزن ذکر کرتے ہے: **فعّيل من الصدق، وهي لأقصى غاية المبالغة في الوصف أو التصديق المجمع عليه هو أبو بكر".**[27]

6. اشعار سے استدلال:

الفاظ کی معانی کی وضاحت کے لیے اشعار سے بھی استدلال کرتا ہے، تو کبھی شاعر کا نام ذکر کرتا ہے جیسے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۰: (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ) کی تفسیر میں "أولم تؤمن" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہے: والمراد بقوله: (أولم تؤمن) إثبات إيمانه كما قال حسان:

ألستم خير من ركب المطايا وأندى العالمين بطون راحٍ[28]

اور کبھی شاعر کا نام ذکر نہیں کرتے، مثلا سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳: (فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ) میں لفظ "أُخْرَى" کا تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہے: "و(وَأُخْرَى) رفع على سبيل الابتداء كأنك قلت: إحداهما. قال الشاعر:

إذا متُّ كان الناس صنفين شامت وآخر مثنٍ بالذي كنت أصنع".[29]

7. فقہی احکام کا استنباط:

آیات الاحکام کی تفسیر میں اگر کوئی شرعی حکم یا فقہی مسئلہ مستنبط ہوتا ہے تو اسکی طرف بھی اشارہ کرتا ہے، مثلا سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۷: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا) کی تفسیر میں لکھتا ہے: **"فيها أمر بالنفقة فهو على الوجوب، ولذلك قلنا العشر واجب من قليل الخارج وكثيره.[30]**

8. سبب نزول کا اہتمام:

مؤلفؒ اسباب نزول اہتمام کے ساتھ ذکر کرتا ہے، سورۃ کا سبب نزول سورۃ کی تفسیر سے پہلے ذکر کرتے ہے، اور سورہ کے درمیان میں جن آیات کا سبب نزول الگ ہو تو وہ بھی آیت کی تفسیر میں ذکر کرتے ہے۔

مثال کے طور پر سورۃ آل عمران کا سبب نزول یوں ذکر کرتا ہے: **"أن نيفا وثمانين آية من أول هذه السورة نزلت في وفد نجران".[31]**

اور اگر کسی آیت کا الگ سبب نزول ہو تو آیت کی تفسیر میں ذکر کرتا ہے مثلا سورۃ نحل کی آیت ۱۰۶: **(مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ)** کا سبب نزول یہ بیان کرتا ہے: **"روي أن قريشا كلفوا عمارا وأصحابه على شتم رسول الله ففعل عمار وأصحابه ثم أخبروا رسول الله فصوبهم جميعا".[32]**

لیکن اس میں جیسا کہ اکثر مفسرین کا طریقہ کار رہا ہے کہ روایات کی نقل میں تساہل سے کام لیتے ہیں، تو مؤلفؒ بھی اسباب نزول میں ضعیف اور موضوع حدیث بھی ذکر کرتا ہے

9. قراءات کا ذکر:

اس تفسیر میں قراءات کو نظر انداز نہیں کیا گیا، مؤلفؒ نے جگہ جگہ مختلف قراءات ذکر کرکے، مختلف توجیہات ذکر کئے ہیں اور معانی کی وضاحت کی ہے۔ لیکن اس پہلو میں زیادہ گہرائی میں نہیں گیا، شاید اسلیے کہ قراءات مؤلفؒ کے تخصصات میں سے نہیں ہے۔ مؤلفؒ زیادہ تر قراءات متواترہ ہی ذکر کرتے ہے، لیکن قراءات شاذہ بھی مذکور ہے۔

10. تاریخی واقعات کا ذکر:

تاریخی واقعات بھی ذکر کرتا ہے، مثلا: سورۃ سبأ کی آیت ۱۶ میں لفظ "سیل العرم" کی تفسیر میں ایک تاریخی قصہ ذکر کرتا ہے: " ذكروا في التاريخ أن الله تعالى لما هيأ أسباب سيل العرم ، وذلك في ملك ذي الأذعار بن حسان أقبلت طريفة الكاهنة إلى عمرو بن عامر بن أم أخيه ... ألأخ".[33]

خلاصہ

- ✓ تفسیر "درج الدرر" عربی، ادبی تفاسیر کے اہم تفاسیر میں سے ایک ہے۔ یہ مختلف اسلامی علوم کا مجموعہ ہے ،لیکن نحو اور بلاغہ دوسرے علوم پر حاوی ہے۔
- ✓ اعتدال، بہترین اسلوب، اور روایت اور درایت کو جمع کرنا اس تفسیر کے اچھے خصوصیات ہیں۔
- ✓ امام جرجانیؒ نے قرآنی آیات کی تفسیر میں مفسرین کے معتمد اصول تفسیر کی اتباع کی ہے، لیکن بعض دفعہ تفرد بھی اختیار کرتا ہے۔
- ✓ اس تفسیر میں تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرای دونوں کو جمع کیا ہے۔ اور الرای محمود کا اہتمام کیا ہے، رائے مذموم سے اجتناب کیا ہے۔
- ✓ اس تفسیر میں اسرائیلیات پر اعتماد کیا گیا ہے۔
- ✓ نقل حدیث اور نقل روایات میں تساہل سے کام لیا گیا ہے، تحقیق کی کوشش نہیں کی گئی ہے، اسلئے تفسیر میں مردود روایات بھی نقل کئے گئے ہیں۔
- ✓ تفسیر درج الدرر ایک اہم، اور قیمتی تفسیر ہے جو کہ مختلف اسلامی علوم کا مجموعہ ہے، اسلئے اس پر مختلف جوانب سے ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول کا تحقیقی کام کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

References

[1]-Al-Safdi, Salah u Ddin Khalil Ahmad, al-wafi bi al-Wafayat (3/9), Dar Ihya al-Turath- Bayrut, 2000.

[2] - Ibn Qazi Shuhbah, Tabqat al-Shafiya (1/271). Al-Zahbi, Siyar Alam al-Nubala,(18/432) . al-Dawodi, Tabqat al-Mufassreen (1/336).

[3] - Al- Jurjānī, Abdul Qāhir Jurjānī, Tafsīr "Durj ul Durar fi al-Ayi wa al-suwar" (1/83-86) al-Bukhari Islamic center – Manchester UK 2008.

[4] - Al-Baghdadi, Ismail Pasha, Hidaya tul Aarifeen, (1/606), Dar ul Kutub al-Elmiya-Bayrut- 1992.

[5] - Haji Khalifa, Kashf u Zunun (1/745), Dar ul Kutub al-Elmiya, Bayrut, 1992.

[6] - They are Waleed bin Ahmad bin Salih al-Husain and Ayad Abdul Lateef al-Qaysi. They did there MPhil research study on Surat ul Fatiha and al-Baqara and there after they published the complete book in 2008.

[7] - Ismail Pasha Baghdadi mentioned this Tafseer among the other books of Jurjani. Hadiya tul Arfeen, (1/606).

[8]- Durj ul Durar, (1/297)

[9] -Ibid, (1/86).

[10]- Ibid, (2/459-461).

[11]- Ibid, (1/84, 85)

[12]-As the famous story of Gharaneeq is quoted in the interpretation of Surt al-Isra verse 88.

[13]- Durj ul Durar, (1/85).

[14] - Ibid, (1/212)

[15] - Ibid, (1/92).

[16] - Ibid, (1/147).
[17] - Ibid, (1/298)
[18] - Ibid, (1/212).
[19]- Ibid, (1/212).
[20] - Ibid, (1/441).
[21]- Ibid, (1/160, 161).
[22]- Ibid, (1/62, 63).
[23] -Ibid, (3/981).
[24]- Ibid, (3/1198),
[25]- Ibid, (3/1003).
[26] - Ibid, (1/229).
[27]- Ibid, (2/608).
[28]- Ibid, (1/436).
[29]- Ibid, (2/466).
[30] - Ibid, (1/441).
[31]- Ibid, (2/459).
[32]- Ibid, (2/477).
[33]- Ibid, (4/1432).